محمد وسیم اختر مفتی

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

[''سیر سوانح'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

(۲)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اواخر ۱۱ھ میں حضرت ابوبکر نے خالد کو یمامہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا جہاں مسیلمہ بنو حنیفہ کے چالیس ہزار جنگ جو اشخاص کے ساتھ مقیم تھا۔ مسیلمہ کا لشکر ایک لاکھ پر مشتمل تھا جبکہ اہل ایمان دس ہزار سے کچھ اوپر تھے۔ خالد نے مقدمہ پر شرحبیل بن حسنہ اور میمنہ ومیسرہ پر زید اور ابو حذیفہ کو مقرر کیا۔ رات کے وقت مقدمہ کا گزر چالیس سے زیادہ سواروں پر مشتمل ایک دستے پر ہوا جس کا تعلق مسیلمہ کے قبیلے بنو حنیفہ سے تھا اور یہ بنو تمیم و بنو عامر سے قصاص کا کوئی قضیہ نمٹا کر آ رہا تھا۔ انھیں خالد کے پاس لایا گیا تو انھوں نے منصب نبوت کے بارے میں ان کی راے پوچھی۔ ان کا جواب تھا، ایک نبی ہمارا ہے اور ایک تمھارا۔ خالد نے ان سب کو قتل کرا دیا، محض ان کے سردار مجاعہ بن مرارہ کو زندہ رہنے دیا، کیونکہ وہ زبردست حربی صلاحیتیں رکھتا تھا۔ انھوں نے اپنی فوج کو ایک بلند جگہ پر ٹھہرایا جہاں سے یمامہ دکھائی دیتا تھا۔ مہاجرین کا علم سالم نے اور انصار کا ثابت بن قیس نے اٹھا رکھا تھا۔ اسلامی فوج میں شامل بدو جنگ کے پہلے ہلے ہی میں پسپا ہو گئے۔ بنو حنیفہ خالد کے خیمے میں داخل ہو کر ان کی اہلیہ ام تمیم کو قتل کرنے لگے تھے کہ مجاعہ نے ان کو بچایا۔ مہاجرین وانصار نے جو صرف اڑھائی ہزار تھے، جم کر حملہ کیا۔ خالد ایک زوردار حملہ کر کے مسیلمہ کے پاس پہنچ چکے تھے، لیکن پھر پلٹ کر فوجیوں کی صفوں کے بیچ میں کھڑے ہو گئے اور انا ابن الولید،

انا ابن عامر وزید کہہ کر دعوت مبارزت دی۔ کئی سورما ان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جنگ کا بازار گرم ہوا تو وہ پھر مسیلمہ کے قریب گئے اور اسے قبول حق کی دعوت دی، لیکن اس نے گردن ہلا کر انکار کیا۔ جنگ کے دوران میں مسیلمہ کا قریبی ساتھی رجال بن عنفوہ زید بن خطاب کے ہاتھوں مارا گیا، مسلمانوں میں سے ثابت بن قیس، سالم اور ان کے آقا ابوحذیفہ نے شہادت پائی۔ مسیلمہ کی فوج شکست کھا کر ایک قلعہ نما باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئی۔ اسلامی فوج نے باغ کا محاصرہ کر لیا، براء بن مالک کے کہنے پر انھیں ایک زرہ پر بٹھا کر نیزوں کی انیوں کے ذریعے بلند کر کے باغ کے اندر پھینکا گیا۔ انھوں نے اندر گھس کر دس سے زیادہ مرتدوں کو قتل کیا اور لڑتے بھڑتے دروازہ کھول دیا۔ باقی مسلمان بھی نعرۂ تکبیر بلند کر کے داخل ہوئے۔ سخت جنگ ہوئی، مسیلمہ کے دس ہزار فوجی مارے گئے، جبکہ چھ سو اہل ایمان نے جام شہادت نوش کیا۔ کثرت اموات کی وجہ سے اس باغ کا نام ہی حدیقۃ الموت پڑ گیا۔ مسیلمہ کو وحشی بن حرب اور ابودجانہ انصاری نے جہنم واصل کیا۔ اختتام جنگ پر خالد نے یمامہ کے قلعوں کے گردوپیش سے مال غنیمت جمع کرنے کے لیے اپنے دستے بھیجے۔ وہ ان قلعوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے جن میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے علاوہ کوئی نہ رہا تھا۔ اس موقع پر مجاعہ نے انھیں دھوکا دیا۔ اس نے کہا، کئی جنگ جو مرد ان میں موجود ہیں، مجھے اجازت دیں کہ ان سے صلح کی بات کروں پھر عورتوں سے جا کر کہا، خود اور زرہیں پہن کر قلعوں کی منڈیروں پر آ جائیں۔ خالد نے صلح کر لی اور اہل یمامہ کو اسلام کی طرف لوٹنے کی دعوت دی۔ سب کے سب دوبارہ مسلمان ہو گئے۔

مثنیٰ بن حارثہ ایرانی سرحد کے قریب آباد ایک عرب قبیلے کے لیڈر تھے جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ حروب ردہ ختم ہونے کے بعد انھوں نے عراق کے اندر جا کر کارروائیاں کرنا شروع کیں۔ صحرائی علاقہ ہونے کی وجہ سے ایرانی فوج انھیں پکڑ نہ پاتی۔ حضرت ابوبکر نے انھیں قبیلے کا کمانڈر مقرر کر کے رضاکاروں کی فوج بھرتی کرنے کی اجازت دی اور خالد بن ولید کے ماتحت کر دیا جو جنگ یمامہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ محرم ۱۲ھ (مارچ ۶۳۳ء) میں حضرت ابوبکر نے ایک طرف خالد کو جنوبی عراق (lower Mesopotamia) کی طرف جانے کا حکم دیا اور دوسری طرف عیاض بن غنم کو اس کے شمال کا رخ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے خالد کو ہدایت کی کہ پہلے ابلّہ (ابلق) جائیں پھر عراق میں اس کے زیریں حصے سے داخل ہوں۔ وہاں کے باشندگان کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیں، یہ انھیں قبول نہ ہو تو جزیہ دیں اور اگر اسلام و جزیہ دونوں میں سے کوئی بات نہ مانیں تو ان سے قتال کریں۔ فوج میں کسی کو زبردستی بھرتی نہ کریں، ارتداد میں مبتلا ہونے والے مسلمانوں کو ان کے رجوع کے باوجود فوج میں شامل نہ کریں۔ حضرت ابوبکر نے یہ بھی فرمایا، میں خالد بن ولید کے ذریعے نصاریٰ کو شیطان کی اکساہٹوں پر عمل کرنے سے غافل کر دوں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

گا۔ مشہور روایت کے مطابق خالد یمامہ سے مدینہ آنے کے بجاے سیدھا عراق گئے اور بصرہ والا راستہ اپنایا۔ انھوں نے اٹھارہ ہزار جوانوں پر مشتمل اپنی فوج کو تین حصوں میں بانٹ دیا جنھوں نے مختلف راستوں پر سفر کیا، پہلے حصے کے سالار مثنیٰ، دوسرے کے عدی بن حاتم تھے، تیسرے کی قیادت خود خالد نے کی۔ یہ سب ابلق (ابلہ) کے قریب حفیر کے مقام پر اکٹھے ہوئے۔ خالد نے یہاں کے ایرانی گورنر ہرمز کو خط لکھ کر اسلام لانے کی دعوت دی۔ اس نے جنگ کو ترجیح دی اور بصرہ کے نواحی مقام کاظمہ میں اپنی فوج جمع کر لی۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے خالد بن ولید نے ہرمز کو دعوت مبارزت دی۔ دو ضربوں کا تبادلہ ہوا تھا کہ خالد نے اسے گرفت میں لے لیا۔ اس کے فوجی دوڑتے آئے، لیکن اسے قتل ہونے سے نہ بچا سکے، قعقاع بن عمرو نے انھیں پرے کر دیا تھا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی، ان کے تیس ہزار جوان مارے گئے۔ مال غنیمت اس قدر تھا کہ ایک ہزار اونٹوں پر پورا آیا۔ جسر پہنچ کر خالد نے زِر بن کلیب کے ہاتھوں خمس مدینہ روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر نے ہرمز کا ساز و سامان خالد کو دے دیا، صرف اس کی ٹوپی کی قیمت ایک لاکھ درہم لگی جبکہ گھوڑا بھی انتہائی بیش قیمت تھا۔

۱۲ھ (۶۳۳ء): ہرمز نے مرنے سے پہلے شاہ ایران اردشیر سے مدد طلب کی تو اس نے ایک جرنیل قارن کی کمان میں تازہ دم فوج بھیجی۔ یہ اس وقت پہنچی جب ایرانی کاظمہ میں پٹ کر فرار ہو رہے تھے اور مثنیٰ ان کے تعاقب میں تھے۔ قارن نے مذار کے مقام پر پڑاؤ ڈالا، اس نے بھگوڑوں کو عار دلائی اور انھیں پلٹ کر اسلامی فوج پر حملہ کرنے پر اکسایا۔ مثنیٰ کو معلوم ہوا تو وہ بھی اپنی قلیل فوج کے ساتھ اس کے قریب مقیم ہو گئے اور خالد کو خط لکھ کر حالات سے مطلع کیا۔ خالد اس اندیشے سے کہ قارن مثنیٰ کی مختصر فوج کو تباہ نہ کر دے، تیزی سے سفر کرتے ہوئے مذار پہنچے۔ کاظمہ سے بھاگے ہوئے جرنیل قباذ اور انوشجان اپنی ذلت کا بدلہ لینا چاہتے تھے، خالد نے بھی دشمن کو پہل کرنے کا موقع نہ دیا۔ قارن نے مبازرت کے لیے للکارا، اسے معقل بن اعشیٰ نے جہنم رسید کیا۔ قباذ عدی بن حاتم طائی کے ہاتھوں مارا گیا اور عاصم نے انوشجان کو ٹھکانے لگایا۔ ایرانیوں نے پھر راہ فرار پکڑی اور بھاگتے بھاگتے مزید تیس ہزار سپاہیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بے شمار ایرانی کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ لیے، باقیوں کو قید کر لیا گیا، ان میں حسن بصری کے والد بھی تھے۔ خالد نے مال غنیمت کا پانچواں حصہ سعید بن نعمان کو دے کر حضرت ابوبکر کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا اور مقامی آبادی پر جزیہ عائد کر دیا۔

جنگ مذار میں شکست کے بعد ایرانی بادشاہ اردشیر نے دو بڑے جرنیلوں اندرزغر اور بہمن جاذویہ کی سرکردگی میں پھر ایک فوج روانہ کی جو دجلہ و فرات کے کنارے بسنے والے قبائل اور بکر بن وائل پر مشتمل تھی۔ صفر ۱۲ھ (اپریل

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۶۳۳ء) میں یہ ولجہ کے مقام پر پہنچی تو خالد کو خبر ہوئی، وہ فوراً فوج لے کر آئے اور ایرانیوں پر دھاوا بول دیا۔ سخت لڑائی ہوئی، فیصلہ ہوتا نظر نہ آ رہا تھا کہ جیش اسلامی کے دو تازہ دم دستے نمودار ہوئے جو خالد ولجہ پہنچنے سے پہلے پیچھے چھپا آئے تھے۔ ان دستوں نے فارسی لشکر کے پچھلی طرف سے ہلہ بولا، جبکہ اگلی طرف خالد لڑ رہے تھے۔ اس جنگی اسٹریٹیجی کو double envelopment manoeuvre کہا جاتا ہے۔ درمیان میں پھنسے ہوئے ایرانیوں کو راہ سجھائی نہ دے رہی تھی۔ ستر ہزار مارے گئے، اندرزغر بھاگ نکلا لیکن اس بیابان میں اسے کہیں پانی نہ ملا اور پیاس سے مارا گیا۔ ایک روایت ہے کہ جنگ ولجہ میں خالد نے ایک ایرانی سورما کو قتل کیا جسے ہزار جوانوں کے برابر سمجھا جاتا تھا پھر اس پر بیٹھ گئے اور اسی حالت میں وہیں کھانا منگوا کر کھایا۔

جنگ ولجہ میں ایرانی فوج میں شامل بکر بن وائل کے کچھ لوگ بھی مارے گئے تھے۔ ان کے لواحقین نے اردشیر کو خط لکھا تو اس نے اپنے جرنیل جابان (باہان یا واہان) کی قیادت میں مدد بھیجی۔ ایرانی اور بکری فوجی الیس کے مقام پر جمع ہوئے۔ کھانے کا وقت ہوا، انھوں نے چٹائیاں بچھا کر کھانا شروع ہی کیا تھا کہ خالد اپنا لشکر لے کر پہنچ گئے۔ انھوں نے آواز دے کر ان بدوؤں کو بلایا جو ایرانیوں سے مل گئے تھے۔ ایک ہی شخص، بنوجذرہ کا مالک بن قیس نکلا تو خالد نے بے وفائی کرنے پر اس کی گردن اڑا دی۔ اب ایرانیوں نے ہتھیار اٹھا لیے اور شدید جنگ شروع ہو گئی۔ ان کا سالار مالک بن قیس مارا گیا لیکن جابان (واہان) کے دلیری دلانے پر وہ ڈٹ گئے۔ انھیں بہمن کی قیادت میں آنے والی کمک کا انتظار تھا، لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اسلامی فوج کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ خالد نے سپاہیوں کو ہدایت کی، ایرانیوں کو قید کرنے کی کوشش کی جائے، قتال صرف ہتھیار نہ ڈالنے والوں ہی سے کیا جائے۔ چنانچہ بے شمار اسیروں کو ہانکا گیا اور لاتعداد جنگ جوؤں کی گردنیں کاٹ کر دریا میں پھینکی گئیں۔ یہ سلسلہ تین دن جاری رہا یہاں تک کہ دریا میں صرف خون بہنے لگا۔ مقتولین کا شمار ستر ہزار سے ڈیڑھ لاکھ تک کیا گیا۔ ایرانیوں کا لگایا ہوا کھانا مسلمانوں نے تناول کیا۔ جنگ الیس میں حصہ لینے والے تمام ایرانی منیشیا (امغیشیا) کے شہر سے آئے تھے۔ خالد بن ولید نے اسے تباہ کرنا بھی ضروری سمجھا، وہاں سے بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ ہر سوار کو پندرہ ہزار درہم زائد دیے گئے۔ خالد نے خمس اور قیدی مدینہ روانہ کیے، حضرت ابوبکر نے جنگ کے واقعات سن کر فرمایا، ''عورتیں اب خالد جیسا بیٹا جنم نہیں دے سکتیں۔'' بیمار شاہ اردشیر شکست کے صدمے کی تاب نہ لا سکا اور چل بسا۔

ولجہ سے رخصت ہو کر خالد بن ولید نے حیرہ کے خورنق اور سدیر محلات کے پاس پڑاؤ ڈالا اور گرد و پیش کے قلعوں کا محاصرہ کرنے کے لیے اپنے دستے بھیجے۔ حیرہ کے نصرانی حاکم عبدالمسیح بن بقیلہ نے اپنے بیٹے عمرو کی ترغیب پر صلح

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کرنے کو ترجیح دی۔ خالد نے عبدالمسیح کے پاس ایک چھوٹا سا بٹوا دیکھا جس میں زہر تھا۔ انھوں نے پوچھا، یہ کیوں رکھا ہے؟ اس نے جواب دیا، اگر مجھے قوم کی طرف سے کسی ناپسندیدہ بات کا سامنا کرنا پڑا تو میں اسے کھا کر خودکشی کرلوں گا۔ خالد نے بٹوا لے کر کہا، کوئی شخص وقت مقررہ سے پہلے نہیں مر سکتا۔ پھر 'بسم اللّٰہ خیر الاسماء، رب الارض والسماء الذی لا یضر مع اسمہ داء، الرحمٰن الرحیم '، ''اللہ کے نام سے جو بہترین نام ہے، زمین و آسمان کا رب ہے جس کا نام لینے سے کوئی بیماری نقصان نہیں دیتی، رحمان و رحیم ہے''، پڑھ کر زہر منہ سے لگا لیا۔ پاس کھڑے ہوئے جرنیل ان کو روکنے کے لیے لپکے لیکن وہ زہر نگل چکے تھے۔ ان پر غشی طاری ہوئی، پسینہ آیا، لیکن جلد ہی ہوش میں آ گئے۔ ابن بقیلہ نے کہا، اے عرب کے لوگو! بخدا، تم جس چیز پر چاہو گے قبضہ کر لو گے۔ اس صلح سے اسلامی فوج کو فوری طور پر چار لاکھ درہم حاصل ہوئے۔ صلح کے بعد کرامہ (شیما) بنت عبدالمسیح ایک صحابی شویل (زکریا بن یحییٰ) کے حوالہ کی گئی۔ زکریا بن یحییٰ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیرہ کے محلات کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی تب اسیر جنگ کے طور پر بنت بقیلہ انھیں دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ انھوں نے دو اصحاب محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر کی گواہی بھی پیش کی تو خالد نے اسے ان کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت وہ بوڑھی ہو چکی تھی، اس نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا۔ حیرہ فتح کرنے کے بعد خالد نے آٹھ رکعات نوافل ایک ہی سلام سے ادا کیے۔

حیرہ کے بعد سواد عراق کے قصبوں بانقیا اور برسوما کے حاکم بصبہری بن صلوبا نے ایک لاکھ درہم سالانہ پر صلح کی۔

خالد ایک سال تک ایران میں گھومتے پھرتے رہے۔ انھوں نے مقامی امرا کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے متعدد خطوط لکھے۔ اسی دوران میں شاہ اردشیر اور اس کا بیٹا شیریں قتل ہوئے۔ تاہم، ایرانیوں کی بھاری فوج جیش خالد اور ایرانی دارالخلافہ مدائن کے بیچ حائل رہی۔

۱۲ھ (۶۳۳ء) ہی میں انبار فتح ہوا۔ وہاں شیرزاد کی حکومت تھی جس نے شہر کے گرد خندق کھود رکھی تھی۔ دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو خالد نے سپاہیوں کو تیروں کی سیدھی بوچھاڑ کرنے کا حکم دیا۔ ایک ہزار سے زائد انباریوں کی آنکھیں پھوٹ گئیں، اس وجہ سے اس جنگ کو آنکھیں پھوٹنے والی جنگ (غزوۃ ذات العیون) کہا جاتا ہے۔ شیرزاد نے صلح کی پیش کش کی، لیکن خالد کی شرائط ماننے سے انکار کر دیا۔ خالد نے کمزور اور مریل اونٹ ذبح کر کے خندق میں بھر دیے اور اسے عبور کر لیا۔ تب شیرزاد نے محفوظ جگہ جانے کی درخواست کی اور شہر چھوڑ دیا۔ بوازیج اور کلواذی کے رہنے والوں نے بھی صلح کی۔ خالد بن ولید نے زبرقان بن بدر کو انبار پر نائب مقرر کر کے عین التمر کا رخ کیا۔

عین التمر پر مہران بن بہرام کی حکومت تھی، اردگرد آباد عرب قبائل تغلب و ایاد اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

خالد بن ولید کی آمد کی خبر ملی تو عرب لیڈر عقہ نے مہران سے کہا، میں عربوں کے جنگ کرنے کے طریقوں سے واقف ہوں، مجھے خالد سے نمٹنے دیں۔ اس نے کچھ پس و پیش کے بعد اجازت دے دی۔ فوجوں کا آمنا سامنا ہوا، خالد نے عقہ کو دیکھا تو اپنے میمنہ ومیسرہ کو پیش قدمی سے روک دیا اور خود آگے بڑھے۔ عقہ فوج کی صفیں درست کرا رہا تھا، انھوں نے اسے بازوؤں میں جکڑ لیا اور قید کرلائے۔ اس کے بیشتر فوجی بھی خالد کی قید میں آ گئے۔ یوں جنگ عین التمر شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگئی۔ مہران نے فوج کی ہزیمت کی خبر سنی تو قلعہ چھوڑ کر فرار ہوا۔ اس کے جانے کے بعد بھگوڑوں نے قلعہ میں پناہ لے لی۔ خالد نے قلعے کا محاصرہ کرلیا، جب یہ ان پر شاق ہوا تو صلح کی درخواست کی۔ خالد کے فیصلے کے مطابق عقہ اور تمام اسیروں کی گردنیں اڑا دی گئیں۔ چالیس لڑکے قفل بند کنیسہ میں انجیل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ خالد نے انھیں چھڑا کر امرا میں بانٹ دیا۔ انھی میں محمد بن سیرین کے والد سیرین تھے جو انس بن مالک کے حصہ میں آئے۔ ولید بن عقبہ خمس لے کر مدینہ پہنچے، لیکن سیدنا ابوبکر نے اسے عیاض بن غنم کو بھجوا دیا جو دومۃ الجندل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور خود بھی دشمن کے محاصرے میں تھے۔ ولید کی تجویز پر عیاض نے خالد سے مدد طلب کر لی۔

خالد بن ولید نے عین التمر پر عویمر بن کاہن (کاہل) کو نائب مقرر کر کے دومۃ الجندل کا رخ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے ان کے آنے کی خبر سن کر بہرا، تنوخ، کلب اور غسان قبائل سے مدد مانگ لی۔ فوج جمع ہوگئی تو اکیدر بن عبدالملک اور جودی بن ربیعہ میں قیادت کا اختلاف ہوگیا۔ اہل دومہ نے اکیدر کے زیادہ ذی صلاحیت ہونے کے دعووں کو نہ مانا تو وہ ناراض ہوکر چلا گیا۔ خالد کے حکم پر عاصم اکیدر کو پکڑ لائے تو انھوں نے اس کا سر قلم کرا دیا۔ پھر وہ دومۃ الجندل پہنچے، جودی وہاں کا سپہ سالار بن چکا تھا۔ خالد نے شہر کے دو اطراف سے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا، بدوؤں کی آدھی فوج عیاض کو دی جبکہ دوسری نصف کو اپنی فوج کے ساتھ ملا لیا۔ جنگ شروع ہوئی تو جودی کو خالد نے پکڑا اور اقرع بن حابس ودیعہ کو گرفتار کرلائے۔ دومہ کی فوج نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی۔ بنوتمیم نے قلعہ سے باہر رہ جانے والوں کو فرار ہونے میں مدد دی جبکہ خالد نے اپنی زد میں آنے والے کسی دشمن کو نہ چھوڑا۔ انھوں نے جودی اور اس کے تمام ساتھیوں کو ختم کر دینے کا حکم دیا، البتہ بنوکلب کے قیدیوں کو چھوڑ دیا، کیونکہ عاصم اور اقرع انھیں امان دے چکے تھے۔ پھر خالد نے قلعے کا دروازہ اکھڑوایا اور قلعہ میں داخل ہو کر جنگ کے قابل سب مردوں کو قتل کرا دیا۔ انھوں نے باقی قیدیوں کو فروخت کر دیا اور خود جودی کی بیٹی کو خریدا جو بے حد خوب صورت تھی۔ خالد نے اقرع کو انبار بھیج دیا اور خود کچھ دیر دومۃ الجندل میں قیام کرنے کے بعد حیرہ لوٹ گئے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

خالد بن ولید دومۃ الجندل میں مصروف عمل تھے کہ ایرانیوں نے الجزیرہ کے عربوں کے ساتھ مل کر انبار پر حملہ کرنے اور زبرقان بن بدر کو وہاں سے ہٹانے کا منصوبہ بنایا۔ زبرقان نے حیرہ کے عامل قعقاع کو اطلاع کی۔ اسی اثنا میں خالد واپس آ چکے تھے، انھوں نے فوج دے کر قعقاع کو روانہ کر دیا۔ حُصید کے مقام پر ان کی ایرانی لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی، روزبہ اور زرمہران کے کمانڈر تھے۔ سخت لڑائی کے بعد عجمیوں نے شکست کھائی۔ قعقاع نے زرمہر کو اور عصمہ بن عبداللہ نے روزبہ کو قتل کیا۔ شکست خوردگان نے خنافس میں پناہ لی۔ ابولیلیٰ سعدی نے ان کا پیچھا کیا تو وہ مصیّخ (Muzayyah) پہنچ گئے۔ عجمی اور بدو وہاں سانس نہ لینے پائے تھے کہ خالد بن ولید نے ان پر شب خون مارا۔ سوتے ہوئے دشمنوں میں سے بہت کم بچنے پائے۔ ثنیّ (Saniyy) اور زمیل (Zumail) بھی اسی طرح کے واقعات تھے (رمضان ۱۲ھ، نومبر ۶۳۳ء) جن میں خالد نے بنوتغلب کے خلاف رات کے اندھیرے میں اچانک کارروائی کی۔ اس طرح surprise attack کر کے انھوں نے دشمن کو کوئی کارروائی کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔

دومۃ الجندل سے واپسی پر خالد نے عزم کیا کہ وہ ایرانی دار الخلافہ مدائن پر حملہ کریں، لیکن ایسا اس لیے نہ ہو سکا کہ انھیں خلیفۂ اول کی منظوری حاصل نہ تھی۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

۱۲ھ کا رمضان خالد نے شام، عراق اور الجزیرہ کی سرحدوں پر واقع مقام فراض میں گزارا۔ رومیوں کو ان کی موجودگی کی اطلاع ملی تو غضب ناک ہو گئے۔ انھوں نے تغلب، ایاد اور نمر قبائل سے مدد لی اور خالد کو دعوت حرب دی۔ دریاے فرات دونوں فوجوں کے بیچ میں حائل تھا۔ اہل روم نے خالد کو دریا پار کرنے کی دعوت دی، لیکن خالد نے انھی کو فرات عبور کرنے کو کہا۔ ۱۵ ذی قعد ۱۲ھ (۲۱ جنوری ۶۳۴ء) کو شدید جنگ ہوئی جس میں ایک لاکھ جانیں گئیں اور ایرانیوں، رومیوں اور عرب عیسائیوں کی متحدہ فوج کو شکست ہوئی۔ خالد نے فراض میں مزید دس دن قیام کیا پھر حیرہ جانے کا اعلان کیا۔ عاصم مقدمہ میں تھے اور شجرہ بن اعز ساقہ کی راہ نمائی کر رہے تھے۔ خالد لشکر کے پچھلے حصے، ساقہ میں رہے، لیکن پھر چند ساتھیوں کو لے کر ایسی راہ سے مکہ کا قصد کیا جس پر پہلے کسی نے سفر نہ کیا تھا، مسجد حرام پہنچے، حج ادا کیا اور لشکر کے حیرہ پہنچنے سے پہلے لوٹ کر واپس ساقہ میں شامل ہو گئے۔ ان کے ساتھ جانے والوں کے سوا کسی کو علم نہ ہو سکا کہ وہ حج پر گئے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر کو بھی اس وقت معلوم ہوا جب وہ واپس جا چکے تھے۔

عراق میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد سیدنا ابوبکر نے بیک وقت چار فوجیں شام (Levant) بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر شام کے سالار ابوعبیدہ بن جراح نے کمک مانگ لی۔ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر نے حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر اہل راے سے مشورے کے بعد خالد بن ولید کو قیادت سونپنے کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے خط لکھ کر پہلے تو

خالد کو خفیہ حج کرنے پر سرزنش کی پھر شام جانے کا حکم دیا۔ خالد عراق سے ہلنا نہ چاہتے تھے، کیونکہ ساسانی دارالخلافہ مدائن فتح کرنا ان کا مطمح نظر تھا، وہ بہت جز بز ہوئے اور اسے عیسر بن ام شملہ (عمر بن خطاب) کا مشورہ قرار دیا۔ عراق سے شام جانے کے دو راستے تھے، ایک دومۃ الجندل (آج کل کے سعودی عرب میں سکاکا) سے، دوسرا عراقی شہر الرقہ سے ہو کر گزرتا تھا۔ خالد نے دونوں راستے اختیار نہ کیے، کیونکہ دومہ کا راستہ لمبا تھا اور عراقی رستے میں عراقی فوج سے مڈبھیڑ کا خطرہ تھا۔ اس لیے انھوں نے صحراے شام کے چھوٹے راستے سے ہو کر جانے کا فیصلہ کیا۔ ۱۳ھ کے اوائل (فروری ۶۳۴ء) میں انھوں نے مثنیٰ بن حارثہ کو عراق کا کمانڈر مقرر کیا اور ساڑھے نو ہزار کی فوج لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اپنے گائیڈ رافع بن عمیرہ طائی کی راہ نمائی میں خالد نے سماوہ کے بیابان اور قراقر کی وادی کو عبور کیا، ان جنگلوں، وادیوں، پہاڑوں اور راستوں کو طے کیا جہاں سے شاید ہی کوئی گزرا ہو۔ دو دن کے سفر میں سپاہیوں کو پانی کا ایک قطرہ نہ ملا، اس کے بعد کہیں ایک نخلستان کی صورت نظر آئی۔ خالد نے اونٹوں کو جگالی سے روکنے کے لیے ان کے منہ باندھ دیے اور ایسے مواقع بھی آئے کہ انھیں ذبح کر کے ان کے پیٹ کا پانی پیا۔ آخر کار عراق کی سرحد سے لے کر شام تک محیط ہونے والا یہ وسیع بیابان اپنے لشکر سمیت صرف پانچ دنوں میں: طبری (نو دن: ابن کثیر) عبور کر لیا۔ سب سے پہلے انھوں نے سوا، تدمر (Palmyra)، اروکہ (ارک) اور سخنہ کے قلعے فتح کیے پھر بصریٰ کا رخ کیا۔ درۂ عقاب سے گزرتے ہوئے وہ دمشق کو پیچھے چھوڑ آئے تھے، مرج راہت پہنچے تو وہاں کے غسانی باشندے کوئی میلہ منا رہے تھے۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جنھوں نے خالد سے شکست کھا کر یہاں پناہ لی تھی۔ خالد نے ایک مختصر حملہ کیا اور کچھ مال غنیمت اور کچھ قیدی حاصل کر کے یہ شہر خالی کر دیا۔ ان کا مقصد اگلی مہمات کے لیے عقب کو محفوظ بنانا تھا۔ خالد کی آمد کی خبر سن کر ابوعبیدہ بن جراح نے شرحبیل بن حسنہ کو چار ہزار جوان دے کر بصریٰ کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا۔ بازنطینی اور عرب عیسائیوں کی ایک بڑی فوج نے شرحبیل کی فوج پر اچانک حملہ کیا، وہ شرحبیل کی قوت منتشر کرنے کو تھی کہ خالد کا گھڑ سوار دستہ آن پہنچا اور رومی فوج پر عقب سے حملہ کر دیا۔ اس نے بھاگ کر قلعے میں پناہ لے لی، اسی اثنا میں ابوعبیدہ بھی فوج لے کر پہنچے اور خالد کی کمان میں آ گئے۔ اسلامی فوج نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ (جولائی ۶۳۴ء) کے وسط میں قلعہ فتح ہوا، اس کے ساتھ ہی غسانی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ بلال بن حارث مزنی مال غنیمت لے کر مدینہ گئے۔

خالد بصریٰ میں تھے کہ انھیں اطلاع ملی کہ رومی فوج اجنادین (موجودہ اسرائیل کے مقام بیت شمش کے جنوب میں واقع شہر) میں جمع ہو رہی ہے۔ انھوں نے یرموک سے یزید بن ابوسفیان، وادیٔ عربہ سے عمرو بن عاص اور حوران

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سے ابوعبیدہ اور شرحبیل کو بلا لیا۔ ایک ہفتے کے اندر یہ سب کمانڈر جمع ہو گئے تو اسلامی فوج کی تعداد بیس ہزار ہو گئی، جبکہ رومیوں کی نفری ساٹھ ہزار تھی۔ اسلامی فوج حسب معمول تین حصوں میں منقسم تھی، قلب کے کمانڈر معاذ بن جبل تھے، خالد اور عمرو بن عاص ان کے ساتھ تھے۔ میسرہ کی کمان سعید بن عامر اور میمنہ کی عبدالرحمان بن ابوبکر کے پاس تھی۔ یزید ساقہ میں تھے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے خالد نے سپاہیوں سے خطاب کیا اور انھیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کی۔ جنگ کا پہلا دن: رومیوں نے پیادہ (infantary) فوج کے ذریعے حملہ کیا جس کی تیراندازی سے کئی مسلمان شہید اور دوسرے زخمی ہو گئے۔ اس موقع پر خالد نے رومیوں کو دعوت مبارزت دی۔ دوبدو لڑائی جاری تھی کہ انھوں نے عمومی حملے کا حکم دے دیا، لیکن غروب آفتاب تک کسی فوج کا پلہ بھاری نہ ہو سکا۔ دوسرا دن: تھیوڈور نے خالد کو قتل کرنے کا پلان بنایا، لیکن اس کے خفیہ طور پر بھیجے ہوئے دستے کو ضرار نے مار بھگایا۔ اب اس نے خالد کو دعوت مبارزت دی۔ دوبدو مقابلے میں وہ خالد پر جھپٹا اور چلا کر دس رومی سپاہیوں کو اپنی مدد کے لیے بلا لیا۔ قریب پہنچنے پر اس نے دیکھا کہ وہ رومی لباس پہنے ہوئے مسلمان ہیں اور ضرار ان کی سربراہی کر رہے تھے۔ ضرار نے رومی جیکٹ اتار پھینکی اور ایک وار کر کے تھیوڈور کا کام تمام کیا۔ کمانڈر کے مرنے سے رومی بازنطینی فوج گڑبڑا گئی، اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اسلامی فوج نے زوردار حملہ کر دیا۔ بہت جانی نقصان اٹھانے کے باوجود وہ پسپا نہ ہوئے تو خالد نے کیمپ کی حفاظت پر مامور یزید بن ابوسفیان کے دستے کو بھی بلا لیا۔ اس آخری ہلے نے رومیوں کو ڈھیر کر دیا۔ ان میں سے کئی جان بچا کر غزہ، جافہ اور یروشلم کی طرف بھاگے۔ خالد نے اپنے گھڑسواروں کو ان کا پیچھا کرنے کا حکم دیا، نتیجہ میں بھگوڑوں کی ایک کثیر تعداد بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ جنگ اجنادین psychological warfare کی بہترین مثال ہے۔ اس میں خالد نے عرب کی مروجہ جنگی چالوں کو ایک باقاعدہ اسٹریٹیجک نظام کی شکل دے دی۔

۲۹ جمادی الاولیٰ (۳۰ جولائی ۶۳۴ء) کو اجنادین میں فتح حاصل کرنے کے بعد خالد بن ولید دمشق روانہ ہو گئے جہاں ابوعبیدہ بن جراح محاصرہ ڈالے ہوئے تھے۔ یہ محاصرہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ سے لے کر ۲۰ رجب ۱۳ھ (۲۱ اگست تا ۱۹ ستمبر ۶۳۴ء) تک جاری رہا۔ ہرقل کا داماد تھامس یہاں کا کمانڈر تھا، اس نے ایمیسا میں مقیم ہرقل سے مدد مانگ لی۔ خالد نے ہرقل کی کمک کو روکنے کے لیے اپنی فوج ٹکڑیوں میں بانٹ کر دمشق کو آنے والے تمام راستوں پر متعین کر دی، ایک دستہ فحل بھی بھیجا۔ درۂ عقاب پر ان کی فوج کی ہرقل کی فوج سے جنگ ہوئی۔ تیس دن کے محاصرے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی یک فطریت پر اعتقاد رکھنے والے ایک (mono physite) عیسائی پادری نے خالد کو بتایا کہ فصیل شہر کا ایک حصہ ایسا ہے جہاں رات کے وقت بہت کم پہرہ رہتا ہے، وہاں سے شہر پر قبضہ کرنا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

آسان ہے۔ جب خالد نے وہاں سے داخل ہوکر مشرقی دروازہ کھول دیا اور اسلامی فوج شہر میں داخل ہونے لگی تو تھامس نے باب الجابیہ پر متعین نائب کمانڈر (2nd in command) ابوعبیدہ بن جراح سے صلح کی بات چلا کر امان حاصل کرلی۔ اس طرح اس نے دمشق میں تمام بازنطینی فوج (garrison) بحفاظت نکال کر انطاکیہ (Antioch) روانہ کردی جہاں ہرقل منتقل ہو چکا تھا۔ اس کی چال سے خالد کو بہت قلق ہوا۔ تاہم، انھوں نے معائدۂ امن کا پاس کیا۔ وہ اس تاثر سے بچنا چاہتے تھے کہ اسلامی فوج امان دے کر پھر جاتی ہے اس لیے امان کی مقررہ مدت: تین دن گزرنے کے بعد اپنے گھڑ سوار دستے (cavalry) کو سادہ کپڑوں میں ملبوس کر کے رومی فوج (garrison) کا تیز رفتاری سے پیچھا کیا اور انطاکیہ پہنچنے سے پہلے ہی اسے جالیا۔ جبل انصاریہ سے آگے مرج الدیباج نامی ایک سطح مرتفع تھی جہاں شدید بارش سے بچنے کے لیے رومی فوج ڈیرہ ڈالے ہوئی تھی۔ خالد کے جاسوس رومی فوج کی پوزیشن کی تمام تفصیل دے چکے تھے۔ انھوں نے ضرار بن ازور کی کمان میں ایک ہزار سپاہیوں کے دستے کو فوج کے جنوب سے اور رافع بن عمیر کی سربراہی میں ایک ہزار جنگ جوؤں کے دوسرے دستے کو مشرقی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ رومی فوج کو حملہ ہونے کے بعد ہی خالد کی آمد کی خبر ہوئی۔ ابھی وہ سنبھل نہ پائی تھی کہ عبدالرحمان بن ابوبکر کی سرکردگی میں ایک ہزار کے تیسرے دستے نے شمال کی طرف سے ہلہ بول دیا۔ آدھ گھنٹے کے وقفے سے خالد نے اپنا ایک ہزاری دستہ لے کر بازنطینیوں کے مغرب سے دھاوا بول دیا۔ چاروں طرف سے گھرنے کی وجہ سے رومی مقابلہ نہ کرپائے۔ تھامس اور ہربیس کو خالد نے دوبدو مقابلوں میں خود قتل کیا۔ رومیوں کی تعداد مسلمان حملہ آوروں سے کئی گنا زیادہ تھی اس لیے ہزاروں رومی فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے، بے شمار مسلمانوں کی قید میں آ گئے۔ مرج الدیباج کے معرکے میں خالد کا غنیم کو چہار اطراف سے گھیر کر مارنا وہ فوجی طریقہ تھا جسے تیرہوں صدی عیسوی میں منگول فوج نے اپنا principal maneuver بنالیا۔

۱۷ شعبان ۱۳ھ (۱۵ اکتوبر ۶۳۴ء): ابوعبیدہ بن جراح نے کمانڈر ان چیف بننے کے بعد فوج کا ایک دستہ بیروت کے شمال میں واقع مقام ابوالقدس بھیجا جہاں کوئی سالانہ میلہ منعقد ہو رہا تھا۔ وہاں موجود بھاری بازنطینی عیسائی فوج نے اس چھوٹے سے دستے کو گھیر لیا۔ ابوعبیدہ نے فوراً خالد کو اس کی مدد کے لیے بھیجا۔ انھوں نے نہ صرف پھنسے ہوئے مسلمان سپاہیوں کو بچایا، بلکہ بے شمار مال غنیمت بھی حاصل کیا۔

[باقی]

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org